

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مجلس کزنہ حزب الانصار بھیرہ وادارہ عالیہ محمدیہ کاجنگان

قیمت سالانہ

معاونین سے ۵۰

عوام سے ۸

طلبہ سے ۸

شہد اسلام

بھیرہ (پنجاب)

جلد ۱۲ بھیرہ (پنجاب) شوال المکرم ۱۳۶۲ مطابق نومبر ۱۹۴۳ء نمبر ۱

فہرست مضامین

- | نمبر شمار | فہرست مضامین | صاحب مضمون | نمبر صفحہ |
|-----------|--|--|-----------|
| ۱۔ | اسماء رسول مقبول علیہ السلام (نظم) | از جناب یکم تاج الدین صاحب احمد تاج لاہور۔ | ۲ |
| ۲۔ | شق القلم | از مولوی حبیب الدین صاحب امت سری | ۳ |
| ۳۔ | عبدالمدین مسلم خلیفہ دینوری اور کتاب الامتہ وایمانت | از جناب مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکاخیل | ۵ |
| ۴۔ | جنگش سنی و کلب علی شیعہ کی اشاعتیں و ملاقات | از خان زادہ غلام احمد صاحب بخش | ۱۴ |
| ۵۔ | مراۃ شیعہ اور عیسائیت | سکرٹری ریگب بین ایسوسی ایشن لاہور | ۱۶ |
| ۶۔ | خاکساریات - کیا حملہ آور کو روکنا پادری نے بیجا تھا | اجارہ وحدت دہلی | ۱۸ |
| ۷۔ | خارول کا پروگرام | انقلاب لاہور | ۲۰ |
| ۸۔ | چکڑ الویات - مسئلہ قربانی پاست فیلڈ کا حملہ اور اسکی فوج | از جناب مولانا محمد عالم صاحب آسی - امت سر | ۲۲ |
| ۹۔ | اطلاعات | ادارہ | |

سرخ پینسل کا نشان

یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی رسید اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں بھی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ دی پی آر ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔

(غلام حسین مینیجر شمس الاسلام)

اسمائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از جناب حکیم تاج الدین احمد مناجاتاج لاہور)

رؤف و حافظ و برہان و محبوب خدام ہو
عزیز و طاہر و قاسم خلیل و محبتی ہو
حبیب و ناطق و قائم نصیر و منتہی ہو
متین و عالم و صاحب حلیم و مرتضیٰ ہو
بنی و داعی و ماحی بیان خوشنما ہو
ولی و سید و مولا و وجہ کبریا ہو
سراج حق مبین و ہر شرح و الضحیٰ ہو
ہو مقبول و کریم اور باعث ارض و سما ہو
خطیب و طیب و مومن امام و پیشوا ہو
شکور و طاہر و باطن حجازی رہنما ہو
کہ سلطان عرب ختم رسل خیر الوری ہو
خدا کے لاڈلے ہو مہر و صلے علیٰ ہو
مرا ایمان ہے در و محبت کی دوا ہو

حمید و حامد و احمد محمد مصطفیٰ ہو
حکیم و نور و محمود و رحیم و عادل و جواد
ایمن و صادق و مختار و لیسین و مدثر ہو
بشیر و واعظ و ذاکر شفیق و حجتہ طائے
شہید و ہادی و قاتح و منزل مصدق ہو
رسول و امی و سرور یتیم و عاقب و ناسخ
مبلغ اور حریریں دیں مطیع و صابر و شاکر
قریشی ہاشمی و مکی و مدنی بھی کہتے ہیں
کلیم و حاشر و خاتم رشید و ناصر و منصور
مبین و پر و مذکر غنی و اول و آخر
مکیں ہو اور مطلوب و نذیر و خیر آدم ہو
ستاروں اور زروں میں بھی صمد نہ ہوں
خبر بارحمتہ للعالمین لیجے غریبوں کی

زمانے بھر کو دیکھا ہے نہیں اپنا کوئی بنتا
بس اب تاج شکستہ دل کا حضرت اسرار ہو

باب المعجزات

شق القمر

معجزة سيد البشر صلى الله عليه وسلم

از جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرت سہری

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
على خاتمة النبيين وعلى اله واصحابه اجمعين -
قرآن مجید میں جو آیت اس معجزہ (شق القمر) کے ثبوت میں
پیش کی جاتی ہے وہ سورۃ قمر کی پہلی اور دوسری آیت اقتربت
الساعة والشق القمر وان يروا آية يعرضوا
ويقولوا سحر مستمر ہے۔ یعنی قیامت نزدیک آگئی
اور چاند بھٹ گیا (یہ منکرین ایسے بیہ صواب لوگ ہیں) کہ
بڑے زبردست نشان کو دیکھ کر بھی حق سے منہ پھیر لیتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک مضبوط جادو ہے۔ آیت بلحاظ الفاظ ملتی
کے بالکل صاف اور واضح ہے منکرین کو بجز اس کے کوئی موقعہ ہاتھ
پاؤں مارنے کا نہیں ملا کہ (انشأ) کو جو صیغہ ماضی ہے اور جس کا
ترجمہ دھبٹا گیا، صیغہ مستقبل کے معنوں میں لیتے ہیں اور
اس کا ترجمہ کرتے نہیں دھبٹ جاتے گا، مگر اس کی تردید خود
آیت شریفہ کے الفاظ کر رہے ہیں اول لفظ اقتربت جو صیغہ
ماضی ہے تحقیقاً ماضی کے معنوں میں ہے اگر صیغہ انشق کو معنی
مستقبل میں لیا جاتا ہے تو اقتربت کو بھی مستقبل کے معنی میں
لینا چاہیے ورنہ ترجمہ بالکل غلط ہو جائے گا کیونکہ اقتربت کو
صیغہ ماضی اور انشق کو معنی مستقبل لینے سے یہ مطلب حاصل
ہوگا کہ قیامت قریب آگئی اور چاند بھٹ جائے گا مگر فوراً کرے
سے معلوم ہوگا کہ یہ ترجمہ بلاغت قرآن کے بالکل منافی ہے۔

صحیح کے مطابق جو جا بجا قرآن مجید کی آیات میں خصوصاً سورۃ
تکویر اور سورۃ الفطار میں ملحوظ رکھا گیا ہے یوں چاہیے تھا
اذا اقتربت الساعة الشق القمر یعنی جب قیامت نزدیک آئے گی تو چاند
بھٹ جائے گا مگر یہ بالکل بے معنی بات ہے کہ قیامت
آگئی اور چاند بھٹ جائے گا کیونکہ قیامت کے نزدیک
آئے کا تو حقیقتاً بزمانہ ماضی دعوائے کیا گیا ہے اور چاند کے
بھٹ جانے کا بزمانہ استقبال۔ ہاں اگر الفاظ یوں ہونے
وقع الساعة والشق القمر یعنی قیامت ہوگئی
اور چاند بھٹ گیا تو بے شک یہ تو بیہہ ہو سکتی تھی کہ چونکہ
قیامت کا وقوع اور چاند کا پھٹنا ہر دو یقینی امر ہیں اس
لئے ہر دو کے وقوع کو جو بزمانہ استقبال ہوگا صیغہ ماضی کے
ساتھ تعبیر کر دیا ہے مگر لفظ اقتربت کی صورت میں وہ بیہہ
صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ گو ابھی قیامت
نزدیک نہیں ہوئی اور آئندہ کبھی نزدیک ہوگی مگر اس
کے یقینی ہونے کی وجہ سے کہہ دیا گیا کہ نزدیک آگئی وجہ
اس کی ہے کہ نزدیک آنے کی زمانہ مستقبل میں ضرور دینا یا
فضول ہے کیونکہ قرآن مجید میں بار بار نفس قیامت کے وقوع
کو بصیغہ ماضی ذکر کیا گیا ہے نہ کہ اس کے نزدیک آجائے کے
وقوع کو مثلاً اتی امر الله فلا تستعجلون

حادثہ انشقاق وقوع میں آیا۔ بھلا امور طبعیہ کو جاوے کہنے سے کیا غرض ہو سکتی ہے؟ نیز الفاظ یعرضوا اور کذبوا اتباعوا اھواء ہم مذکورہ بالا تقریر کی تائید میں کافی شہادت میں کیونکہ اعراف اور تکذیب کسی ایسے ہی امر کی بابت ہو سکتے ہیں جو بطور حجت علی الدعویٰ کے پیش کیا جاوے۔ (از رسالہ صوفی جلد ۸ نمبر ۵۔ بابت ماہ نومبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۶ و ۲۷)

قرآن مجید میں لفظ ”شق“ کا استعمال

اس جو دعویٰ صدی ہجری میں بعض مصنفوں نے معجزہ انشقاق قمر کو ”گرہن“ اور کسی نے اس کو ”کشفی واقعہ“ لکھا ہے حالانکہ سورۃ القمر کی آیات مقدسہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اقتربت الساعة والنشق القمر وان یروا آیتة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر وکذبوا و اتباعوا اھواء ہم وکل امر مستقر“ (ترجمہ) قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر کافر لوگ (کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیویں اور کہتے ہیں جادو ہے ہمیشہ کا قویٰ اور کافروں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات قرار پکڑنے والی ہے“

اللہ تعالیٰ نے الفاظ ”والنشق القمر“ (اور چاند پھٹ گیا) فرمائے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے نہ اس کو ”کشفی واقعہ“ کہا ہے اور نہ ”گرہن“ فرمایا ہے۔ فرقان مجید میں لفظ ”شق“ کا ظاہری اور جسمانی طور پر پھٹ جانے کے لئے استعمال ہوا ہے (۱) سورۃ البقرۃ۔ پارہ اول کے شروع ۹ میں خدا نے فرمایا ہے۔ وان من الحجارة لما یتفجر منه الانهار و دان منها لما یشقق فخرج منه السماء (ترجمہ) اور تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے کہ اس میں سے نہریں جاری ہوتی ہیں اور تحقیق ان میں سے بعض وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے۔ پس پانی نکلتا ہے اس میں سے۔

(۲) سورۃ الانشقاق۔ پارہ ۳۰ کے رکوع ۹ میں خدا نے فرمایا ہے۔ اذ السماء انشقت (ترجمہ) جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے“

یعنی نزدیک آجانا تو بزمانہ مبارک نبوی ہو چکا تھا چنانچہ احادیث صحیحہ اس امر پر دلالت ہیں۔ یہ بات ذرا غور طلب ہے کیونکہ وقوع کی خبر صیغہ ماضی کے ساتھ دینا اور معنی مستقبل کے مراد رکھنا اور قرب وقوع کی خبر صیغہ ماضی دینا اور معنی مستقبل کے مراد لینا ہر دو ایک امر نہیں پہلی صورت میں جو آیت مذکورہ بالا میں موجود نہیں صحیح ہے اور عین بلاغت۔ اور دوسری بالکل غلط اور منافی بلاغت اور جو بزعم منکرین یہاں موجود ہے۔ ذرا غور کرو اور انصاف سے کام لو کہ آیا مقام تنذیر اور تہدید اس امر کا مقتضی ہے کہ منکرین کو یوں کہا جائے کہ قیامت آگئی اور چاند پھٹ گیا یا اس امر کا مقتضی ہے کہ منکرین کو یوں کہا جائے کہ قیامت آگئی اور چاند پھٹ گیا یا اس امر کا مقتضی ہے کہ انہیں یوں سنایا جاوے کہ قیامت قریب آجاوے گی اور چاند پھٹ جاوے گا اس پچھلی نحو اور بے معنی تقریر کو تو وہی شخص مانے گا جس کا دماغ قانون قدرت نے خنق کر رکھا ہو ورنہ عقل و ہوش کا آدمی تو ایسی بے سرو پا بات منہ سے نکالے گا اگر ہماری اس تقریر میں کسی غیر متعصب نے غور کیا تو یقیناً مان لے گا کہ پتہ کی بات ہے۔

ثانیاً الفاظ وان یعرضوا ویقولوا سحر مستمر منکر کی کسی کٹ جتنی کو چلنے نہیں دیتے کیونکہ یہ الفاظ صاف صاف اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ منکرین نے کسی خرق عادت کو دیکھا اور خدا اور بہت سے اس کو سحر سے تعبیر کر دیا تعجب ہے کہ منکرین ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ انہیں ان الفاظ پر مطلقاً توجہ نہیں کیونکہ اگر بزعم منکر یہ تسلیم کیا جاوے کہ قرب قیامت میں بزمانہ مستقبل چاند پھٹے گا تو اسے سحر کہنے کا کیا مطلب ہے کیا جب کوئی حوادث آسمانی مثل زلزلہ یا خسوف وغیرہ ہو کرتے ہیں تو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے۔ جادو کی طرف انشقاق قمر کو منسوب کرنا خود ظاہر کر رہا ہے کہ بواسطت کسی انسان کے

(۳) سورۃ عبس - پارہ ۳۰ کے رکوع ۵ میں ہے۔
 خَرَشَقْنَا لَآءِزْمِنْ شَقَا (ترجمہ) پھر پھاڑا ہم
 نے زمین کو پھاڑنے کر
 (۴) سورۃ الحاقۃ - پارہ ۲۹ کے رکوع ۵ میں خدائے
 فرمایا ہے۔
 وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَیُومِئِذٍ وَآهٍیَہ -
 (ترجمہ) اور آسمان پھٹ جاوے گا پس وہ اس دن سست
 ہوگا۔
 (باقی اگلا)

بحث و نظر

عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری اور کتاب الامت والسیاست

(از مولانا سید سیاح الدین کا کا خیل)

علمانی گئی ہیں کہ ان سے باطل کو بھی چھپایا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مناظر ہمیشہ مناظروں میں ابن قتیبہ کے نام سے اپنے غلط عقائد کی تائید کے لئے میدان مناظرہ میں اسی کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کی روایات کی بنیاد بر باطل پرستی کی عمارت کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ ابن قتیبہ کی غنان کو دیکھتے ہوئے یہی خیال ہوتا تھا کہ ان جیسے جلیل القدر اور بلند پایہ عالم کی تصنیف ایسی فضول کتاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے علمی طور سے اس کی تحقیق کا خیال ہوا۔ تلاش و جستجو کے بعد کہیں بھی مستند ذریعہ سے معلوم نہ ہو سکا کہ کتاب الامت بھی علامہ ابن قتیبہ کی تصنیفات میں داخل ہے اس لئے قارئین کرام کو اس دجل و فریب اور روافض کی مکاریوں سے خبردار کرنے کے لئے یہ چند سطور پیش کر رہا ہوں۔

عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری ۳۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اصل میں مرو کے تھے۔ مگر بغداد میں آکر رہے۔ وہیں پیدا ہوئے اور چونکہ کافی عرصہ تک دیور میں جا کر رہے اس لئے دینوری مشہور ہوئے۔ پھر بغداد میں رہ کر اپنی تصنیفات کی روایت

مصر سے ایک کتاب "کتاب الامت والسیاست" نام سے ۳۲۲ھ میں چھپ کر آئی ہے جس کے سرورق پر یہ بتلایا گیا ہے کہ یہ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری المتوفی ۳۶۹ھ کی تصنیف ہے۔ اس میں شک نہیں کہ علامہ ابن قتیبہ مشہور محدث و ادیب اور تمام فنون میں ایک کامل و ماہر شخص گزرے ہیں اس لئے ان کی کتاب یقین کرنے کے بعد ضرور اس کی اہمیت و وقعت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ خود ہی کرنا پڑتا ہے کہ ابن قتیبہ کی "امت و سیاست" تو یہ نہیں ہو سکتی۔ ساری کتاب من اولہ الی آخرہ خلاف واقعہ روایتوں اور مشاجرات صحابہ کو غلط رنگ میں پیش کرنے اور صحابہ پر غلط اتہامات اور غلط بیانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ ساری تاریخ اس شان سے مرتب کی گئی ہے کہ اس سے اہل السنۃ والجماعت کے عقائد حقہ کی تغلیط اور شیعہوں کے عقائد کی ترویج و تصویب ہو۔ غرض کوئی شیعہ اہل قلم بیٹھ کر اپنے مذہب کی تبلیغ کے ارادہ سے ایک تاریخ کے نام سے جو کچھ لکھ سکتا ہے وہ سب کچھ اس میں ہے۔ ہاں یہ بھی صحیح ہے کہ اس

(لسان المیزان جلد ۳ صفحہ ۲۵۷) مگر آپ کی کتاب تاویل مختلف الحدیث سے پہلی رائے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کتب ادبیہ میں آپ کی حیثیت مدرسہ بغداد جس نے نحو میں بصرہ کو نہ دونوں کو ملا یا) کے امام کی حیثیت ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ آپ کی کتاب میں اپنے معاصرین ابو حنیفہ وینوری اور حافظ کی طرح پرتام معارف عصریہ کو شامل ہوتے ہیں (دائرة المعارف ج ۱ ص ۱۱۱)

ابن قتیبہ پر تنقید

اکثر مصنفین و مؤرخین اور بڑے بڑے علماء کرام نے نہایت بہتر الفاظ سے آپ کی توثیق کی ہے۔ لیکن بعض الفاظ جرح کے بھی منقول ہیں۔ وہ بھی اس لئے ذکر کئے دیتا ہوں۔ تاکہ یہ بھی معلوم ہو سکے کہ وہ جرح کس قسم کی ہے اور نیز ہمارے موجودہ مقصد کے اعتبار سے وہ ہمیں کچھ مفید بھی ہے۔ لسان المیزان میں سلفی کا کلام آپ کے متعلق یہ نقل کیا گیا ہے ”کان ابن قتیبہ من ثقات اهل السنة ولكن الحاكم بصدا من اجل المذهب“ سلفی کے اس جملہ ”من اجل المذهب“ کا مطلب صلاح علانی رہنے کا ہے کہ مراد سلفی کی یہاں پر اس چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو یہی رہنے کے اس کے متعلق کہا ہے ”انہ کان کرامیاً“ یا جو اقطنی نے کہا ہے ”کان ابن قتیبہ یمیل الی التشبیہ مخدوف عن العاترة وکلامہ يدل علیہ“ اس کو بیان فرمانے کے بعد علانی کا ارشاد ہے کہ سلفی کا یہ فرمانا صحیح نہیں۔

”وهذا لا يصح عنه و
لیس فی کلامہ ما يدل
علیہ ولکن جار علی طریقة
اهل الحديث فی عدم
التاویل“ (لسان المیزان
جلد ۳ صفحہ ۳۵۷)

”یہ بات ہرگز اس کے متعلق صحیح نہیں۔ اس کے کلام میں کہیں بھی ایسی بات نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ اہل حدیث کے طریقہ پر عدم تاویل کا مسلک اختیار کرتے ہیں“ (اور وہ تشبیہ نہیں)

یعنی ابن قتیبہ کے متعلق کرامیہ یا اہل تشبیہ ہونے کا جو وہم ہے وہ صرف اس پر مبنی ہے۔ کہ مسائل صفات میں عام اصحاب حدیث کی طرح وہ بھی تاویل کے قائل نہیں اور

کرتے رہے اور وہیں بغداد میں صبح قبل کی بناء پر ماہ رجب کے نصف ۱۲ھ میں اچانک آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے ایک چیخ ماری جو بہت دوزخ تک سنی گئی۔ پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہو گئی۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔ کان راسا فی العربیة واللغة والاخبار وایام الناس۔ مسلم بن قاسم کہتے ہیں کہ وہ ایک لغوی کثیر التالیف اور تصنیف کے اچھے ماہر اور نہایت سچے اور اہل سنت میں سے تھے۔ ابن ندیم کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ روایت کرتے سچ ہی بیان کرتے۔ لغت اور نحو کے بہت بڑے عالم تھے اور ان فنون میں آپ کی کتابیں بہت بہترین ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں صاحب التصانیف صدوق۔ بغداد میں بکر آپ نے اسحاق بن راہویہ۔ ابو یوسف۔ ابراہیم بن سفیان بن سلیمان۔ ابو حاتم سجستانی اور اس طبقہ کے دوسرے اکابر سے روایتیں کیں اور ان سے آپ کے صاحبزادے احمد بن عبد اللہ اور ابن درستیہ الفارسی نے روایت کی۔

آپ اسحاق بن راہویہ کے تلامذہ میں سے تھے اس لئے ان ہی کے مذہب پر رہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے آپ کے متعلق فرمایا ہے ”احد اعلام الائمة والعلماء والفضلاء اجودهم تصنیفا واحسنهم تصنیفا“ پھر لکھتے ہیں ”وکان یمیل الی مذهب احمد واسحاق وکان معاصراً لابراہیم الجرجانی ومحمد بن نصر المروزی“ (تفسیر سورہ اخلاص ص ۱۱) مسلم بن قاسم نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ میں نے محمد بن زکریا بن عبد اللہ علی سے یہ سنا ہے کہ ”وکان ابن قتیبہ یمیل الی مذهب مالک“

ابن خلکان ص ۱۱۳ ج ۱ وغیرہ کتب تاریخ۔

ابن قتیبہ الواعظی فی اخبار النخبة للسیوطی ج ۱ ص ۲۹

شذرات الذہب صفحہ ۱۷۰ ج ۲ لابن العواد الحبلی۔

ابن خلکان ص ۱۱۳ ج ۱۔

اس کے سوا اس کے کلام میں کہیں بھی ایسی بات پائی نہیں جاتی جس سے اس پر کچھ شبہ کیا جاسکے۔ اور اس لئے سلفی کلام بھی ارشاد یہ ہے ”وکان من ثقات اهل السنة“ اور علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں ”وهذا القول اختيار كثير من اهل السنة منهم ابن قتيبة“ اہل مغرب ابن قتیبہ کے نہایت زیادہ معتقد ہیں اور آپ کی انتہائی تعظیم کیا کرتے ہیں۔ اور جو کوئی اُن کی شان میں کچھ کہے تو اس کے متعلق اُن کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ ”یہم بالزندقة“ اور اہل مغرب کا عام مقولہ یہ ہے ”کل بیت لیس فیہ شی من تصنیفہ لا خیر فیہ“۔ یہ تو ہوا اہل مغرب کا عقیدہ مگر اس کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن تیمیہ خود اپنی طرف سے قلت کہہ فرماتے ہیں ”ھو لاهل السنة مثل المحاظ للعزلة فانه خطیب السنة كما ان المحاظ خطیب المعتزلة“ (تفسیر سورۃ اخلاص ص) علامہ جلال الدین سیوطی نے داوقطی کا قول کان عیمل الی التشبیہ نقل کر کے فرمایا ہے ”واستبعد فان له مؤلفا في الرد على المشبه“ اور پھر جب آپ کی تصانیف کے کچھ نام ذکر کئے ہیں اُن میں ایک ”الرد على القائل بخلق القرآن“ بھی ہے (بغیۃ الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة ص ۲۹) یہی وجہ ہے کہ چونکہ آپ کی کسی کتاب میں اہل السنۃ والجماعہ کے عقائد حقہ کے خلاف کوئی بات نہیں اور آپ کی کسی کتاب سے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کے ایمان میں ضعف و زلزل نہیں آسکتا بلکہ اس سے عقائد صحیحہ کی تائید اور مزید تقویت ہوتی ہے۔ علامہ ابن خلکان نے فیصلہ کر کے فاضلاً ثقہ کہا اور تلامذہ دیا و تصانیفہ کلہا مفیدۃ اور منہا کے ساتھ بعض تصانیف کے نام پھر ذکر کئے۔

علامہ ابن حجر نے من اجل الذکر کے لفظ کے بارے میں علانی کی تشریح اور ان کا جواب ذکر فرمانے کے بعد اپنی رائے یوں ظاہر کی ہے۔
والذی ینظر لی ان مراد السلفی مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

یالذہب الذہب فان سلفی کی مراد مذہب سے ثابت فی ابن قتیبہ الخرافاً ہے۔ اس لئے کہ ابن قتیبہ میں عن اهل البيت والحاکم اہل بیت سے کچھ اختلاف ہے علی صند من ذلك والہ اور حاکم اس معاملہ میں اس کے فاعتقاد ہما معاً فی ما برعکس ہیں۔ ورنہ صفات کے يتعلق بالصفات واحد مسئلہ میں تو دونوں کا اعتقاد لسان المیزان ص ۳۵۸ ایک ہی ہے۔

واقصہ یہی ہے کہ ابن قتیبہ کے متعلق ابو عبد اللہ الحاکم کی تنقید بہت شدید الفاظ میں ہے اور غالباً اس قدر زور دار الفاظ انہوں نے کسی اور کے متعلق شاید استعمال نہ بھی کئے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اعلام نے ان کی تردید میں بھی زور دار طریقہ سے کام لیا۔ علامہ ذہبی نے فرمایا ھذا بغی و تخیر ص بل قال الخطیب ھو ثقہ اور حافظ ابن حجر نے فرمایا قلت ھذا محازفة قبیحة و کلام من لم یخف الله

سلفی اور ابن حجر کے قول نے وجہ ظاہر کر دی کہ حاکم کیوں ابن قتیبہ پر اس قدر ناراض ہو رہے اور وہ کونسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس کو سب تو صدوق، ثقہ، فاضل، خطیب، اہل سنت، کہیں مگر حاکم کے ہاں سے اُسے کذاب کہا جائے۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الحاکم النیسابوری المتوفی ۳۲۰ھ کے متعلق تو مشہور ہے۔ وکان فیہ تشیع و حط علی معاویۃ فیہ تشیع و تصحیح و اھیات ۳۲۰ھ و کان عیمل الی التشیع وغیرہ وغیرہ۔ علامہ تاج الدین سبکی نے طبقاتہ الشافعیۃ الکبریٰ جلد ۳ ص ۶۶ تا ص ۶۷ میں حاکم سے تشیع کے اس الزام دور کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ لیکن خطیب بغدادی کے اس کہنے سے اور

لے شذرات الذہب فی اخبار من ذہب لابن العماد الحنبلی المتوفی ۸۰۹ھ ص ۱۰۹ جلد ۲۔ لسان المیزان ص ۳۵۸ جلد ۳ ص ۲۵۸ قال السمعی فی الانساب رکشف الظنون ص ۲۴ ج ۲۔ لے شذرات الذہب جلد ۳ ص ۱۰۹ ہے خطیب بغدادی۔

بھی نہ تھا۔ اور اسی کو شاید انحراف سمجھا گیا۔ اور حاکم کے علیٰ ضد من ذلک ہونے کے لئے اتنا بھی تو کافی ہے۔

ابن قتیبہ کی تصنیفات | تاریخ و طبقات کی مختلف کتابوں میں تلاش کرنے کے بعد علامہ ابن قتیبہ کی تصنیف مندرجہ ذیل کا علم ہو سکا۔ معارف - ادب الکاتب -

تاویل مختلف الحدیث - غریب القرآن - غریب الحدیث - کتاب الاقواء - دیوان الکتاب - خلق الانسان - وائل النبوة

مشکلات القرآن - اصلاح غلط ابی عبیدہ - جامع النجوم - جامع النجوم - الجوابات الحاضرہ - طبقات الشعراء - بحوالہ الآثار

کتاب المیسر والقدر - کتاب التقصیر - اعراب القرآن - معانی القرآن النخيل - المسائل والاجوبہ - القلم - الروی القائل

جملتی لغت - القرآن - التبیان - التوسیة - کتاب العرب والجم - اصطلاح اللفظ - معانی الشعر والابیہ - القرآن -

المسائل فی النحو - کتاب فی الفقه - کتاب اعلام النبی - کتاب الرویہ - الاشترک - مشکل الآثار - مشکل الحدیث -

ان کتابوں میں پہلی سترہ کتابوں کا ذکر کشف الظنون میں بھی موجود ہے۔ صاحب کشف نے غریب القرآن اور مشکلات

القرآن کے شروع کے خطبات بھی ذکر کئے ہیں۔ اور عیون الاخبار کے ابواب و فصول کی اجمالی فہرست بھی دی ہے۔

ان میں سے معارف تاریخ کی مختصر مگر بہترین کتاب ہے۔ مبداء خلق سے لیکر صیغہ منعمین باللہ تک کے واقعات خلاصہ

خلاصہ کر کے لکھے ہیں۔ ابتداء میں خود فرماتے ہیں: "وکتباے هذا یشتمل علی فنون کثیرة من المعارف اولها

مبتدأ الخلق وقصص الانبیاء وازما ثمهم وحلایم واعمالهم وادعابهم وافتراق ذراریہم ونزولهم

بمشارق الارض ومغاربها واسیاف البحار والفلوات والمرحال الی ان بلغت زمن المسیم والفترة بعدا۔

لہذا کتابوں کا ذکر مختلف کتابوں میں موجود ہے۔ میرے ماخذ ابن خلدون -

لسان الزمان - تاریخ خطیب بغدادی - طبقات کندی - شذرات اللہ -

بنیۃ الوعاہ وغیرہ ہیں۔

دوسرے اقوال سے اور نیز مستدک میں انتہائی ضعیف حدیثوں کے موجود ہونے کی بناء پر آخر کار ان کو بھی یکساں پڑا کہ ان میں وہ شیعیت نہیں تھی جس کی وجہ سے ہم اس کو مبتدع اور ساقط الاعتبار کہہ سکیں۔ لیکن اوقع اللہ فی نفسی ان الرجل کان عنده میل الی علی رضی اللہ عنہ یزید علی المیل الذی یطلب شرعاً ولا اقول انتہی

الی ان یضع من ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولا

اسی طرح علامہ ذہبی نے بھی فرمایا ہے "هو معظم للشیخین یقین ولذی النورین وانما تکلم فی معایرہما بھی مقصد

نہیں کہ حاکم کو ایسا شیعی ثابت کریں جو کہ بالکل ساقط الاعتبار ہو جائے۔ بلکہ صرف بتلانا ہے۔ جیسا کہ امام سبکی نے فرمایا

عندہ میل الی علی رضی اللہ عنہ یزید علی المیل الذی یطلب شرعاً یا امام ذہبی نے فرمایا کہ انما یتکلم فی معایرہ اور اس قدر شیخ

ہی اس کے لئے کافی ہے۔ کہ وہ ابن قتیبہ کو مجروح قرار دے رہا ہے۔ لیکن حاکم کے علیٰ ضد من ذلک کے لئے یہ ضروری

نہیں کہ وہ واقع میں بھی اہل بیت سے اتنا ہی مخوف ہو جتنا انحراف کوئی نا صبی کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایک تو تمام علماء جیسا کہ

گذر چکا ابن قتیبہ کے متعلق منقبات اہل السنۃ وغیرہ وغیرہ الفاظ نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ پھر ان کو نواصب میں سے

کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے۔ نیز کتاب المعارف میں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد و احفاد کا ذکر جس لب لہجہ

میں کر رہے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان میں نہ شیعیت ہے اور نہ نا صبییت اور تاویل مختلف الحدیث

میں وہ باطل پرست فرقوں کو شاکر کرتے ہوئے جس طرح رافضیوں کے "عجب التفسیر" کا ذکر اور ذم بیان کرتے

ہیں اسی طرح خوارج کا بھی اور صفحہ ۹۷ پر خوارج کے متعلق وہی حدیث بھی بیان فرماتے ہیں۔ یمرحون من المذین کما

یمرق السهم من الرمیۃ وہم کلاب اهل النار۔ پس ظاہر ہے کہ ابن قتیبہ نا صبی تو نہیں تھے۔ لیکن اہل بیت

کے ساتھ آپ کا حدود شریعت سے متجاوز اور غالبانہ اعتقاد

یمرق السهم من الرمیۃ وہم کلاب اهل النار۔ پس ظاہر ہے کہ ابن قتیبہ نا صبی تو نہیں تھے۔ لیکن اہل بیت

کے ساتھ آپ کا حدود شریعت سے متجاوز اور غالبانہ اعتقاد

مرسل استبعد ان یقتضی علی عثمان الخ (مشکلات برکت)

نمبر ۳۴-۳۵

غریب القرآن سورہ شہداء کے اختتام تک دمشق

کتب حبیب زیارت میں موجود ہے صفحہ ۹۲-نمبر ۳۴-۳۵
مشکل القرآن مخطوط لیدن میں موجود ہے۔ فہرست المخطوطات
العربیہ نمبر ۱۶۵۰ اور ایک قلمی نسخہ استنبول مکتبہ کوبرلی نمبر
۱۲۱ ہے۔ کتاب المسائل والحوادث یہ بھی حدیث میں ہے مخطوط
ہے۔ مکتبہ جوتہ۔ نمبر ۶۳۶

کتاب عیون الاخبار و نسل جزء ہیں۔ اس کے چار اول
جزء بروکلمان نے نشر کئے ہیں (لیدن)۔ ۱۹- سنہ ۱۸۰۳
۱۹۰۳-۱۹۰۸ (ماخوذ از دائرۃ المعارف الاسلامیہ عربی جلد
اول حصہ رابع ص ۲۶)

ان سب کتابوں سے ابن قتیبہ کی حیات شان، علمی
بلند پروازی، اور تعمق و تبحر کا اندازہ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے
کہ شرح احادیث میں غریب الحدیث اور اولی نکات میں
ان کا قول تمام شرح حدیث بطور سند و حجت کے پیش
کرتے ہیں۔

کتاب الامامۃ والیاستہ

ابن قتیبہ کی اس شان، ان کے مسلک و مذہب کی
کی تصانیف کثیرہ کی اس تمام طویل فہرست، اور مجموعہ
کتاب "کتاب الامامۃ والیاستہ" کی تاریخی اور ادبی حیثیت
کو دیکھ کر اس یقیناً یہی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہ کتاب امام
اہل سنت اور مسئلہ ادیب و مؤرخ علامہ ابن قتیبہ دینوری
المتوفی ۲۶۶ھ کی تصنیف ہرگز ہرگز نہیں۔ اور مختلف رجحان
اور وسائل کے رو سے ہم علیٰ بصیرتہ یہ حکم لگا سکتے ہیں کہ ان
طرف اس کتاب کو منسوب کرنا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ

(۱) اکثر تاریخ کی کتابیں دیجی گئیں۔ آپ کی تصانیف
کی طویل فہرست میں کہیں بھی کتاب الامامۃ کا نام نہیں ملتا۔
عہد اس کتاب کے بعض اہم حصے کا ترجمہ کر کے میرے فاضل محرم
دوست مولانا محمد ادریس صاحب پر وہیہ اسلامک کالج پشاور نے رسالہ
شمس الاسلام ۹۲۰ء میں قسط وار شائع بھی کیا ہے۔

وہ اور آگے جا کر فرماتے ہیں "واجبات العشرة من
المهاجرين وجمعهم الله تعالى ثم الصحابة المشهورين
ثم الخلفاء من لدن معاوية بن ابی سفيان الى احمد
بن محمد بن المعتصم المستعين بالله" الخ (معادف ص ۱)
یہ کتاب مطبوع ہے اور ایک مستشرق وان کریم نے پہلے
اس کو شائع کیا۔ (طبقة منتفلة) جو ۱۸۵۰- القاهرہ
من گلدھ) دائرۃ المعارف ص ۲۶

اسی طرح علامہ ابن قتیبہ کی دوسری کتاب "ادب
مطبوع اور ادب کی بہترین کتاب ہے۔ طبقہ جریز لیدن
۱۹۰۰- و طبع فی القاہرۃ من گلدھ علامہ ابن خلدون عزری
کا یہ مشہور جلد اس کی توثیق کے لئے کافی ہے "و سمدنا
فی مجالس التعلیم ان اصول هذا الفن و ارکانہ اربعۃ
دواوین وھی ادب الکاتب لابن قتیبہ و کتاب الکامل
للمبرد و کتاب البیان و البیتین للجاحظ و کتاب
النوادر لابن علی القالی البغدادی و ما سوی
هذه الاربع فتبع لهما فروع عنها" (مقدمہ ابن خلدون
صفحہ ۲۸۶)

تاویل مختلف الحدیث بھی مطبوعہ کتاب اور ایک بہترین
تصنیف ۱۳۶۲ھ میں قاہرہ میں طبع ہوئی ہے۔ احادیث
کے متعلق خوارج، زوہد و انفس، معتزلہ اور دیگر۔ اہل
باطل فرق جو تناقض و تناقص کا اعتراض کرتے ہیں۔ اور
خصوصاً معتزلہ نظام و جاحظ وغیرہ سے جو کچھ اس سلسلہ میں
اپنی خباثتوں کا اظہار کیا ہے ان سب کا نہایت عمدہ طریقہ
پر جواب دیا ہے۔ اور "ظاہر متعارض" احادیث کے درمیان
تطبیق کی ہے۔ اور اہل سنت و الجماعہ کے مسلک و مذہب
کو بالکل احادیث صحیحہ کے موافق ثابت کیا ہے۔

کتاب معانی الشعر ۱۲ جلدیں ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ وہی کتاب
ابیات المعانی ہو جو کہ مکتبہ اباصوفیہ میں موجود ہے نمبر ۴۰۵
غریب الحدیث کے دو جزء یعنی اول و ثانیہ، دمشق کے
خزانۃ الکتب حبیب زیارت میں ہے فہرست صفحہ ۶۲۔

نظاہر یہ ممکن نہیں کہ اس قدیم کتاب جس کو صحیح ماننے کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک اور صحابہ کرام کے متعلق عقیدہ کو غلط قرار دیا جاسکتا ہو۔ ابن قتیبہ جیسے شخص کی تصنیف ہو اور کوئی مؤرخ اس کا ذکر تک بھی نہ کرے۔ بلکہ اگر تردیداً ذکر کرتے پھر بھی شاید یہ سمجھا جاتا کہ کسی زمانہ میں یہ وہم تو ہوا ہے یا کوئی ضعیف روایت یہ بھی مگر اب تو بالکل اس کا ذکر ہی متروک ہے۔ لہذا اب صرف لماثل پر یہ لکھ دینا کہ لعبد اللہ بن مسلم بن قتیبة الدینوری کوئی سند نہیں۔

(۲) پہلے گذر چکا ہے کہ ابن قتیبة شاید اس معاملہ میں اس قدر محتاط تھے اور حضرت علیؑ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ان کا غالباً نہ اعتقاد یہ تھا۔ حتیٰ کہ ان پر نہا صحت کا گمان ہونے لگا۔ اور حاکم نے اس وجہ سے ان کی مخالفت بھی کی۔ کتاب الامامہ جیسی کتاب لکھنے والے کے متعلق کسی کے وہم و گمان میں بھی کہیں آسکتا ہے کہ مخوف عن العترة۔ اور فیہ انحرافاً من اهل البیت اور یہ کہ وہ ناجہی ہے۔ اگر یہ کتاب ان کی بالفرض ہوئی۔ تو کوئی بھی اس کو اہل بیت کے مخالف ہونے کا "الزام" نہ دے سکتا۔

(۳) یہی واقعات و حالات جو کتاب الامامہ میں خوب پھیلا پھیلا کر بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا اجمالی تذکرہ ایک خلاصہ رنگ میں "معارف" میں جو ابن قتیبة کی یقینی کتاب ہے موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک مصنف کے اجمال و تفصیل میں نفس روح واقعہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور مفصل تذکرہ میں جو چیزیں اہم اور واقعہ کی جان ہوتی ہیں اس کا خلاصہ بیان کرتے وقت یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان کم ان کا کوئی جزو نہ جائے۔ تاکہ حقیقت حال کے سمجھنے میں التباس و اشتباہ واقع نہ جائے۔ مگر آپ دونوں کتابوں کو اٹھا کر دیکھئے "کتاب الامامہ" میں جن مباحث کو خاص اہمیت دیدی گئی ہے اور ان کو چمکانے اور پھیلانے

کی نمایاں کوشش کی گئی ہے۔ یہ معارف میں انہی موضوعات پر بہت ہی مختصر اور سادہ الفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے۔ یعنی دونوں کے درمیان صرف تفصیل و اجمال اور بسط و طعن کا فرق نہیں بلکہ نفس مدعا بھی کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک جبری اور ظالمانہ رنگ میں پیش کی گئی ہے (دیکھو کتاب الامامہ ص ۱۱) اور بالکل وہی نقشہ کھینچ دیا ہے جو شیعہ حضرات کی خالص من گھڑت اور سراسر جعلی اور فرضی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ تحریر ابن قتیبة کی ہوتی۔ تو اس قدر اہم اور ایک بنیادی چیز اشارۃً ہی سہی کسی طور پر تو ضرور معارف میں نقل فرماتے۔ مگر وہاں تو حضرت صدیقؑ کی بیعت کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ویو یج ابو بکر فی الیوم الذی قبض فیہ سر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ ثم یو یج بیعۃ العا یوم الثلاثاء من عند ذلک الیوم (ص ۱۱) یا مثلاً کہ بلاء کا واقعہ جو یقیناً ایک دردناک اور افسوسنا حادثہ تھا اس کے بیان میں بھی رنگ آمیزی سے کالے کر جذبات کو ابھارنے والا طرز اختیار کیا گیا ہے۔ اور ایسی روایات نقل کر دی ہیں جو بالکل بے سرو پا اور حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ اور جس کو صرف شیعہ "ذاکر" و مؤرخ یا شیعوں کے محاکد کے شکار شدہ نادان افغان خاص بیان کر سکتے ہیں (دیکھو کتاب الامامہ ص ۱۱) مگر معارف میں دیکھئے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقام ذکر آتا ہے تو صرف اتنا ہی لکھتے ہیں وخرج یرید الکوفة وجہ الیہ عبید اللہ بن زیاد عن سعد بن ابی وقاص فقتله سنان بن ابی الفس النخعی سنۃ احدى وستین یوم شوال (معارف ص ۱۱) اور پھر یزید کا جب ذکر آیا ہے۔ تو اس واقعہ کو برا کو بس انہی مختصر الفاظ میں بیان کر گئے ہیں (ص ۱۱) مگر ابن قتیبة کے ہاں وہ تمام روایات جمع ہیں جن کو ہم کتاب الامامہ کے ذریعہ آج ابن قتیبة کی طرف سے سمجھتے ہیں تو ضرور معارف میں بھی ہیں اس کی کچھ جھلک ضرور نظر آتی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے عظیم الشان واقعہ سے

وفي الرافضة برولية
ميمون بن مهران عن
ابن عباس قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وآله يقول يكون قومي
آخر الزمان يسمون
الرافضة يرفضون الاسماء
ويلفظون فاقولهم قاتلهم
مشركون (تاویل)
مختلف الحديث ص ۹

روافض کے بارے میں ميمون بن مهران
مهران کے واسطے سے ابن عباس
سے روایت کیا انہوں نے فرمایا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے آپ فرماتے تھے۔
آخر زمانہ میں ایک قوم ایسی ہوگی
کہ ان کا نام رافضہ ہوگا۔ وہ دین کو
ترک کر دیں گے اور اپنے سے
جدا کر کے پھینک دیں گے۔ ان کو
قتل کر دے مشرک ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن قتیبہ دو دوسرے فرق باطلہ کی من گھڑت
تفسیروں اور قرآنی آیات کی معنوی تحریفات کا ذکر کرتے
ہوئے "روافض" کو بھی یاد کرتے ہیں۔ - و اعجب من هذا
التفسير لتفسير الرافض للقرآن وما يبدعون من علم
باطل بما دق اليهم من الجفر الخ
چند شعر بارد بن سعد علی کے بھی نقل کئے ہیں ان میں
سے چند ملاحظہ ہوں:-

محدث الى الرحمن من كل لافض
بصير سباب الكفر في الدين اعور
اذا كنت اهل الحق عن بدعة مضى
عليها وان يعضوا على الحق قصرا
ولو قال ان الفيل ضئيل لصداقوا
ولو كان زنجي تحوّل احدا
واخلف من بول البعيد فاقه
اذا هو لا قبال وجه ادبا

۱۵ یہاں مجھے اس حدیث کی روایتی حیثیت اور وجہ
صحت کے متعلق کچھ کہنا نہیں صرف روافض کے بارے
میں ایسی حدیثوں کا ذکر کر کے ابن قتیبہ کا نظریہ ان کے متعلق
جو کچھ ہے وہ بتلانا ہے۔

جب صحیح روایات کی بناء پر وہ زیادہ متاثر ہیں۔ تو باوجود
اختصار کے پھر بھی کچھ نہ کچھ فرما گئے۔ اور کتاب الامتہ ص ۳۲-۳۳
میں جس طرز و انداز سے درج ہے اس طرز کے بالکل مغایر اور
خالص حقیقی رنگ میں معارف ص ۶۵ میں کچھ پیش کر گئے ہیں۔
شعراء کے مراثی کے چند اشعار بھی نقل فرما گئے۔ چنانچہ امین بن
خریم کے یہ چند شعر نقل فرما چکے ہیں ص ۶۵

تعا قدا و اید بجوا عثمان ضاحية
فاى ذبح حرام ويجهم ذبحوا
ضجوا بعثمان فى الشهر الحرام ولم
يخشوا اعط مطمح الكفر الذى طمخوا
فاى سنة كفر سئ او لهم
وباب كفر على سلطانهم فتحوا
ما ذارادوا اصل الله سعيهم
بسفك ذات الدم الذاكى سفخوا

یہ دو چیزیں صرف بطور مثال پیش کر چکا ہوں۔ ورنہ تمام
واقعات و حالات میں بس یہی معاملہ ہے۔ اس سے یقیناً اندازہ
ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب جو اس طرح کی روایات سے بھری پڑی
ہے بالکل ابن قتیبہ جیسے ذمہ دار اور معتد مؤرخ کی ہرگز نہیں
ہو سکتی۔

(۳) تاویل مختلف الحديث اصل میں تو صرف بظاہر
متعارض احادیث کی تطبیق اور خاص کر معتزلہ کے اعتراضات
کے جواب ہی کے لئے ہے مگر دوسرے فرق باطلہ اور خلاف سنت
جماعتوں کے خلاف جو جذبہ علامہ ابن قتیبہ کے قلب میں موجزن
تھا۔ وہ ضمناً جگہ جگہ اپنا مظاہرہ کرتا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ
میں اہل فرقوں اور باطل گروہوں کے ساتھ ساتھ روافض
کا ذکر غیر بھی فرمایا کرتے ہیں ان کے متعلق چند اقتباسات
دیجئے کہ آپ بھی اندازہ لگائیں کہ ابن قتیبہ ان کو کیا سمجھتے تھے
فرق باطلہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
مبارک سے جو کچھ پیشین گوئیاں ہوئی ہیں ان میں سے روافض
کے بارے میں بھی ایک نقل فرماتے ہیں۔

فَقَدْ اَقْوَامَ رَمَوْا بِفَرِيهٍ شَيْخٍ
 كَمَا قَالَ فِي عَيْسَى الْقَرِي مِنْ تَنْصَلُ شَيْخٍ
 (لطیفہ) اور پھر رافضی کی من گھڑت تفسیر کے
 چند عجیب نزلے بتلا دئے ہیں۔ اور اس ضمن میں ایک
 لطیفہ بھی فرما گئے ہیں چاہتا ہوں کہ قارئین کرام کو بھی اُس
 سے مخطوط کروں۔ فرماتے ہیں کہ اہل ادب سے ایک خط
 فرمایا کرتے تھے کہ رافضی قرآن مجید کی جو تفسیر کرتے ہیں
 میرے ہاں اس کی تشبیہ کم مغضہ کے ایک باشندہ کی
 اس تاویل کی طرح ہے جو اس نے ایک عربی شعر کی
 کردی تھی۔ اُس کی نے ایک دن بیٹھ کر کہا کہ بنو تمیم انتہا
 درجہ کے جھوٹے لوگ ہیں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاعر کا یہ
 شعر ان کی قوم کے چند افراد کی تعریف و توصیف میں ہے
 بیت ذرارة محتب بفنا
 ومجاشع وابد الفوادس كخشل
 کسی نے کہا کہ جب وہ لوگ جھوٹے ہیں تو آپ کے
 خیال میں اس شعر کا صحیح معنی کیا ہے۔ کہنے لگا۔ بیت
 سے مراد ہے بیت اللہ (کعبہ) و زرارہ حجر اسود کو کہتے ہیں
 کسی نے کہا کہ پھر مجاشع کون ہے کہا کہ زمزم یہ جشعت
 بالماء سے ماخوذ ہے۔
 کسی نے کہا کہ ابوالفوارس کون ہے کہا! ابوقیس کا پہلا
 کہا گیا ہے اور نیشل کیا ہے کہا کہ ہاں یہ تو ذرا مشکل ہے اور
 پھر قصور سی ورنک سو چنے لگا ہاں اس سے مراد ہے کعبہ
 کا چراغ، اس لئے کہ وہ طویل اور سیاہ رنگ ہے پس وہ نیشل
 (ایک جانور) ہے۔ (تاویل مختلف ص ۱۱)
 نیر یہ تو ایک لطیفہ تھا۔ مقصد یہ ہے کہ جب روافضی
 کے متعلق ابن قتیبہ کا نظریہ یہ ہے۔ اور ان کے خیال میں
 هم الكثر اهل البلاء افتراقا ومخلا ہیں اور لا نعلم
 احدا ادعى النبوة لنفسه غيرهم (صفو ۸)
 اُن کے متعلق فرماتے ہیں۔ تو پھر ایک ایسی کتاب جس سے
 سراسر رافضی کی تائید ہوتی ہے اور صرف شیعوں کے منعموم

عقائد کی بنیادوں پر اس کی تمام تاریخی روایات کی بنیاد
 رکھی گئی ہے کس طرح ان کی تصنیف ہو سکتی ہے۔
 (۴) ابتدا میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ ابن قتیبہ تمام
 فنون ادب میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک گذرے ہیں
 وہ ہر جگہ نامور ادیبوں اور شہرہ آفاق فنویں کی صف میں
 نظر آتے ہیں۔ ابو عبیدہ جیسے امام لغت کی اصلاح کے لئے
 کتاب تصنیف کرنے والے ہیں۔ ادب الکاتب آپ کی ایسی
 کتاب ہے جو ابن خلدون کے شیوخ کے قول کی بناء پر علم ادب
 کے اصول و ارکان میں سے ایک ہے۔ تصنیفات کی فہرست
 پر نظر ڈال دیجئے۔ غریب القرآن اور غریب الحديث کے
 علاوہ اور کس قدر اہم ادبی کتابوں کے مصنف ہو گذرے ہیں
 پس ظاہر ہے کہ آپ کی ہر تصنیف میں ادبی چاشنی۔ عبارت
 کی حلاوت و دلکشی اور وہ تمام خوبیاں ضرور بدرجہ اتم موجود
 ہوں گی۔ جو ایک ادیب و ماہر کی کتاب میں ہونی ضروری
 ہیں اور یہ فرض و تخمین نہیں بلکہ واقعہ بھی ہے آپ خود دیکھ
 لیجئے کہ تاویل مختلف الحديث کی عبارت کس قدر حسنت،
 دلچسپ اور اثر انگیز ہے۔ لیکن کتاب الامامة کو صاحب ذوق
 حضرات اٹھا کر دیکھ لیں۔ تو پڑھتے ہی معلوم کریں گے۔ کہ یہ
 کسی ایسے شخص کی تحریر سرگز نہیں جس کو ادب و لغت میں کوئی
 ممتاز درجہ حاصل رہا ہے۔ اگر ہم اس کے غلط واقعات اور
 فضول روایات سے قطع نظر کر کے صرف اس معیار سے بھی
 معلوم کرنا چاہیں تو صحیح ذوق کا یہ صحیح اور جزمی فیصلہ ہو گا۔
 کہ ابن قتیبہ ہر جگہ کسی بھی ادیب اور قاور الکلام شخص کی عبادت
 نہیں یہ چیز چونکہ خالص ذوقی ہے۔ اس لئے ذوق امتیاز سے
 محروم افراد کو یہی اور الفاظ میں سمجھا نہیں سکتا۔ اور باذوق
 لوگوں کو صرف یہی اشارہ کافی ہے۔
 یہ چند وجوہات پیش کر کے بتلا چکا کہ کتاب الامامة والسياسة
 جو ابن قتیبہ کی طرف منسوب کر کے آج کل شائع ہو گئی ہے۔
 اور اُس سے شیعہ مناظر بہت سے سینوں کو دھوکہ دیدیا کرتے
 ہیں۔ بلکہ خود بڑے بڑے اچھے متنبہ اور سمجھدار سنی حضرات

(۲) کتاب الامامۃ - (ابن الحسن محمد بن علی البصری المتکلم المحتزلی المتوفی ۲۳۶ھ -

(۳) کتاب الامامۃ - (ابن عبد اللہ محمد بن زید الواسطی

(۴) // // (ابن العباس احمد بن محمد الاشجلی

المعروف بابن الحاج سنہ ۲۵۰ھ (کشف الظنون جلد ۲)

ان مصنفین میں سے اول تو ابوالقاسم صاحب بن عباد

اسمعیل بن عباد مؤید الدولہ ابو منصور بن بویہ اور فرخ الدولہ کا

وزیر ایک مشہور شخص ہے اس نے ابوالفضل وزیر بن العید

سے ادب و شعرا خذ کیا اس کی صحبت میں رہا۔ اور اسی وجہ سے

الصاحب سے ملقب ہے خاندان بویہ کا مشہور وزیر اور علم

ادب و شعر میں بہترین ماہر اور بالکمال مانا جاتا ہے اور مذہباً

شیعہ تھا۔ ثعالبی نے یتیمۃ الدہر میں اس کی انتہائی مدح

و ستائش کی ہے کہتا ہے ”کہ میرے پاس کوئی بھی ایسی لپیڈ

عبارت نہیں جو علم و ادب میں اس کے علو محل اور جود و کرم

میں اس کی جلالت شان اور دیگر کمالات کو پورے طور پر

ظاہر کر سکے“ الخ اس جود و کرم اور علم و ادب کی وجہ سے تمام

مؤرخین اس کے بارے میں مدح و ستائش کے الفاظ نقل

کرتے چلے آئے ہیں۔ (باقی آئندہ)

۱۱۲ھ ابن خلکان جلد ۱ ص ۹۳ اور شذرات الذہب جلد ۱ ص ۱۱۲

خاکساریت شکن لٹریچر

خاکساری فتنہ - المشرقی - تبصرہ برتندرہ -

خیر جاری - ضرب کاری - مشرقی فتنہ -

عیسائیت کے دو پودے

خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں ار

ملنے کا پتہ :-

پیرزادہ محمد بہاء الحق قاسمی گلوالی دروازہ اترسر

اس فریب میں مبتلا ہو کر اس کو ابن قتیبہ کی تصنیف سمجھ بیٹھے

ہیں۔ درحقیقت ان کی تصنیف ہرگز نہیں۔ اور سوائے

ثامثل پر چھپ جانے کے اور کوئی بھی علمی دلیل نہیں جس

سے ہم اس کو ابن قتیبہ کی تصنیف یقین کر سکیں۔ اور یہی وجہ

ہے کہ دائرۃ المعارف بطرس البستانی جلد ۱ صفحہ ۶۴۵ میں تو

ابن قتیبہ کی تصنیفات میں اس کا شمار نہیں کیا۔ اور انسائیکلو

پیڈیا آف اسلام میں ابن قتیبہ کے حالات لکھتے ہوئے

جب اس کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ تو کتاب الامامۃ کے

متعلق لکھا ہے کہ یہ ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے لیکن معلوم

ہوتا ہے کہ یہ ابن قتیبہ کی تصنیف نہیں بلکہ اس کے ہم عصر

کسی مصری یا مغربی کی تصنیف ہے۔

ایسے ہی ”بوہار“ کتب خانہ کی فہرست کا مدون اس

کے متعلق بحث کرتے ہوئے یہ ”ابن قتیبہ کی طرف منسوب ہے“

کے الفاظ لکھتا ہے۔ اب یہ فیصلہ کہ کسی مغربی مصنف کی ہے

یا اور کسی کی یہ تو بعد میں دیکھا جائے گا۔ البتہ اتنی بات یقینی

ہو گئی۔ کہ ابن قتیبہ کی تصنیف تو ہرگز ہرگز نہیں۔

کتاب الامامۃ نام کی کتاب میں ہمارے پاس اسامی

کتب و فتون اور ان کے مصنفین کے اجمالی تذکرہ کے متعلق کتب

زمانہ کی تصنیفات میں کشف الظنون ایک انسائیکلو پیڈیا کی

حیثیت رکھتی ہے۔ لہذا ان موضوعات کے متعلق کسی قسم کی

تحقیق کرتے ہوئے اول نظر اس پر پڑتی ہے۔ اگرچہ اس بار

میں صاحب کشف الظنون کا استعزاء نام نہیں لیکن یہ واقعہ

ہے کہ انہوں نے اس سلسلہ میں قابل صد شکر یہ کارنامہ کر کے

آنے والوں کے لئے کافی سہولیت جہیا کی ہے اور ایک نہایت

بہترین بنیاد قائم کی ہے۔ صاحب کشف نے کتاب الامامۃ

کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ ”السیاستہ“ کے الفاظ نہیں

اور اس نام کی چار کتابیں چار مصنفوں کی انہوں نے بتلا دی

ہیں۔

(۱) کتاب الامامۃ - اسمعیل بن عباد الوزير المتوفی

سنہ ۳۸۵ھ ذکر فیہ تفصیل علی و اثبت امامۃ

ردِ رُفص

بنگش سُنی و کلب علی شیعہ کی اٹھائیسویں ملاقات

(بلسلسہ جدید)

(از خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)

کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ میرے آباء و اجداد سے بھی کوئی شیعہ نہیں ہوا جو غدر کر کے شیعہ سے خارجی بن گئے ہوں۔ گوشِ دل سے سنتے جاؤ۔

اول عجوبہ یہ ہے کہ مولا علیؑ کا ایک خطاب باب العلم بھی ہے۔ لیکن بمقابلہ سوال و جواب امیر معاویہؓ کیسے لاجواب ہو گئے تھے۔ چنانچہ اہم کوئی جو شیعہ ہے کتاب میں رقم طراز ہے کہ فرمان لکھا۔ امیر المؤمنین نے بنام معاویہ امیر شام جس کا خلاصہ یہ ہے۔

حضرت علیؑ | حضرت عثمان کے شہید ہونے پر تمام مسلمانوں نے مجھے خلیفہ تسلیم کر لیا ہے۔ آپ بھی اپنا بیعت نامہ بھیج دیجئے حضرت معاویہؓ | آپ کے لفظ تمام پر مجھے اعتراض ہے حالانکہ آپ سے زیادہ لوگ معہ صحابہؓ مجھ سے بیعت کر چکے ہیں۔

حضرت علیؑ | مجھے ان لوگوں نے بیعت کر کے خلیفہ تسلیم کر لیا ہے جنہوں نے مجھ سے پہلے دو خلفائے رسول (ابوبکر و عمر فاروقؓ) سے بیعت کر کے ان کو خلیفہ تسلیم کیا تھا۔ پس ان کی بیعت تمام مسلمانوں کی بیعت تسلیم کی جاتی ہے۔

حضرت معاویہؓ | یہاں پر میں مکررات اس کرتا ہوں کہ میری بیعت میں بھی بیعت سے اصحاب رسول علیہ السلام شامل ہیں ایسی حالت میں آپ کو کوئی فضیلت حاصل ہے۔ میں آپ کی بیعت کرنے کو بھی تیار ہوں لیکن اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ کہ اب تک باغی اور ان کے سردار آپ کے پاس باعزت مقیم ہیں جس سے شیعہ پر تائب ہے کہ آپ بھی قتل عثمان کی تحریک میں شامل ہیں۔

کلب علیؑ | شمس الاسلام کے گذشتہ پرچہ ماہ ستمبر ۱۳۶۲ء میں چند استفسارات کے جواب میں ادارہ نے کچھ جوابات دیے جو اہل قلم کے ہیں کیا آپ بھی اس بارہ میں کچھ سمجھنا چاہتے ہیں بنگش مہربان من (جو غلام آفتاب ہمہ زانتاب گوئم ہیں ہر من مظہر العجائب و الغرائب کے خطاب مستطاب پر آپ کے محیر العقول مذہب کو مد نظر رکھ کر لب کشائی کروں گا۔ مگر افسوس ہمارے بعض سُنی بھی مغالطہ میں آکر میری تحریر پر معترض ہوتے ہیں حالانکہ میرے مخاطب صرف شیعہ ہی ہیں۔ ورنہ میں جو کچھ لکھتا ہوں صرف شیعہ مذہب کے تسلیات کے رو سے۔ ورنہ اہل سنت تو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو اپنا راہنما اور پیشوا سمجھتے ہیں۔ سنئے ہمارے نزدیک مظہر العجائب و الغرائب

صرف واحد کتاب لاجواب قرآن مجید ہے۔

جميع العلم في القرآن لكن

تقاصر عنه اقسام الرجال

لیکن اگر مولا علیؑ کو شیعہ مذہب کے رو سے مظہر العجائب کہا جائے تو یہی بیجا نہ ہوگا۔

کلب علیؑ | سبحان اللہ! آپ جیسے خارجی مزاج کی زبان سے یہ فقرہ سننا (ایں ہم غنیمت است)

بنگش | اسنو اُفقہ باز مومن حضرت علیؑ کے اپنے لشکر سے چالیس ہزار شیعہ حضورؐ کی وعدہ خلافی پر باغی ہو کر ان سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ ملاحظہ ہو کتاب واقدی اہل سنت اور کتاب اہم کوئی شیعہ میں عثمانیہ خاندان سے تعلق رکھنے

(ترجمہ) جبرائیل امین ان کا دائرے درجے کا خادم ہے زمین و آسمان ان کے زیر فرمان ہیں۔ سوائے حضرت رسول اللہ کے ان کا ہم پلہ کوئی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کا دست قدرت بھی مولا علیؑ کے بازو سے قوی اور مضبوط ہیں۔ مگر شیعوں کی بوالعجبی ملاحظہ ہو کہ جہاں حضرت مہرکم اللہ وجہ کی شان ہیں اس قدر غلو کرتے ہیں وہاں دوسری طرف اسی منظر العجائب کو ذلیل اور بے بس ثابت کرتے ہیں اب جناب منظر العجائب کی بے بسی بھی شیعوں کی کتابوں سے قابل دید و قابل عبرت ہے۔ باوجود اس قدر فحاشا و شوکت کے جو اوپر مذکور ہوئی جس کی امداد کا دست قدرت بھی محتاج تھا۔ سنئے شیعوں کے باذل و باقر (مورخین) کیا فرماتے ہیں۔ (از حملہ حیدری)۔

بدست عمرو دیک پساں و گرد کف خالد پہلوں
نگہ بندہ در گردن شیریں کشیدند اور امیر ابو بکر
(ترجمہ) یعنی ابو بکر صدیق کی بیعت میں ٹال بول کر نے کے سبب حضرت عمرؓ و حضرت خالدؓ دونوں نے شیر خدا کی گردن میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے جبڑا دربار خلافت میں بیعت کرنے کے لئے حاضر کیا۔ یہ واقعہ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۳۲۲ و جلد دوم صفحہ ۸۷۳ و جلد سوم صفحہ ۱۲۸ میں صاف صاف اسی طرح تحریر ہے۔

دیکھئے کلب علی خالی الذہن میرا بیان آپ کے پیشوایان مذہب کی تحریروں سے کیسے صاف اور واضح ثابت ہوا۔ کہ آں حضرت (علیؑ) واقعی منظر العجائب و المناشب ہیں۔ (یا ہاں شورا شوروی یا بایں بے نمکی)۔

نیز خارجیوں کا وجود بھی آپ ہی کے گھر میں ثابت ہوا۔ اگر باقر و باذل خارجی نہ ہوتے۔ تو مولا علیؑ جیسے شیر خدا کو اس قدر ذلیل اور کمزور نہ بتلاتے۔ اس غلط خارجی دہی ہو جو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو اس بزدل اور بے بس

حضرت علیؑ | خدا نے لایزل میں قتل عثمانؓ سے ایسا ہی پاک و منترہ ہوں۔ جیسے کہ آپ۔

حضرت معاویہؓ | آپ کے اس اقرار پر مجھے کامل طور پر یقین ہو گیا ہے۔ لہذا عارض ہوں کہ آپ باغیوں کو سزائے واجبہ و شرعی دلا کر اپنے حق خلافت کو ثابت کریں۔ اس لئے تین فوراً اگر آپ سے بیعت کر لوں گا۔

حضرت علیؑ | افسوس ہے کہ مجھے باغیوں کو سزائے واجبہ پر قدرت نہیں۔

حضرت معاویہؓ | پھر مجھے اجازت دیں۔ تاکہ مع لشکر اگر باغیوں کو کفر کا رگسہ پہنچا کر بعد آپ سے بیعت کر لوں۔

حضرت علیؑ | افسوس کہ میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتا۔

حضرت معاویہؓ | تو پھر مجھے بھی ایسی حالت میں آپ سے بیعت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اے کلب علیؑ! تاؤ کہ ایسی حالت میں بقول شیعہ جنگ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ کیا باب العلم کے مندرجہ بالا عذرت قابل قبول ہیں۔ اسی بنا پر تو میں نے بھی حضور کو منظر العجائب تسلیم کر لیا۔ کہ باوجود باب العلم ہونے کے ایک کم علم کے مقابلہ پر سوال و جواب میں کیسے لاجواب ہوئے۔ اب آپ کے منظر العجائب کا دوسرا واقعہ بھی سنئے۔ کہ آنحضرت کے پڑپوتے کے پڑپوتے کا شیعوں کی نظر میں کیا درجہ ہے۔

امام ثامن ضامن حرمش چون جسم آسن
زمین بر حکم اوساکن فلک بر امر او پو یہ
(ترجمہ) آٹھویں امام جن کا نام امام ضامن ہے۔ وہ جنت و دوزخ کے ذمہ دار ہیں جن کے حکم سے زمین برقرار ہے اور ان کے حکم سے آسمان چکر کھاتا ہے۔

نوٹ :- (جو کام از روئے قرآن اللہ کی قدرت میں ہے آٹھویں امام بھی کر سکتے ہیں۔ اب خود مولا علیؑ کی قدرت بھی دیکھ لیجئے۔

کہیں خادش جبرائیل امین بفرمان او آسمان وزمین
نہ جز از نبی ہم تہا زوئے او قوی دست قدرت زبانا و

اذان ختم ہونے پر بلا و ضو ہر شیعہ شقی دونوں کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ مگر کوئی اس کو ناجائز نہیں کہتا۔ لیکن رسول خدا علیؑ نہ کے نام کو بلا و ضو نہیں لے سکتے۔ آپ بتائیں کہ خدا کا مرتبہ زیادہ ہے یا علی کا؟

اب اگر حضور (علیؑ) کو بقول شیعہ منظر العجائب والغرائب تسلیم نہ کریں۔ تو اس کا کیا کہنا۔ (ہر کہ شک آرد کا منہ گرد د) **کلب علی** ایسے ان تشریحات کا بغیر زامت اور سکوت کے کیا جواب دے سکتا ہوں۔ تاہم اپنے اطمینان اور تحقیق کے لئے ان واقعات کو مجتہدین لکھنؤ کی خدمت پیش کر کے آئندہ ملاقات میں آپ کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا جائیگا۔

بنگش | اے کلب علی! امید ہے کہ آپ آئندہ تشریف لاکر مجھے ممنون فرمائیں گے۔

ظاہر کریں۔
اب تیسرا شگوفہ بھی ملاحظہ فرمائیے حاذق شیعہ میرٹھی اپنی کتاب منظر العجائب میں کس عجیب شان سے مولا علیؑ کو لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں۔ چنانچہ رقم طراز ہے۔
کہ ایک دن رسول خدا صلعم حضرت علیؑ کے گھر میں تشریف لائے۔ اور بی بی فاطمہ سے بذریعہ اشارات دریافت فرمایا۔ کہ فلاں (یعنی جناب علیؑ) کہاں ہے۔ اس کے جواب میں بی بی صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اے پدرم بزرگوار! ہے حیرت میں ہوں کہ آج اشاروں کا سبب کیا؟
یہتے نہیں کیوں نام علیؑ اے شہر والا
بجواب سردار دروہاں نے فرمایا ہے
واجب ادب مرشد جبرئیل امیں ہے
اے فاطمہ اس وقت وضو مجھ کو نہیں ہے
پیارے کلب علی کیا یہ امر قابل تسلیم ہے؟

مرزائیات

مرزائیت اور عیسائیت

اس حدیث کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔
در، "تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی" (چشمہ رحمت صفحہ ۱۹۵)
(ب) غیر مجبور اور مسیح و غیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدا واحد کی عبادت ہوگی (الحکم ۱۶ جولائی ۱۹۰۵ء)
(۲) مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "مسیح موعود اگر عیسائیت کے زور کو توڑے گا۔"

ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ مسیح جس کی نسبت احادیث میں خبر دی گئی ہے۔ وہ میں ہوں۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی میں مسیح موعود کے نشانات پائے جاتے ہیں یا نہیں۔

(۱) ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مسیح موعود کے زمانے میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔"

عمر مرزا قادیانی

(۱) مرزا صاحب نے فرمایا ہے: "ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیش گوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸)

(۲) ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲)

مرزا بیوا غور سے سنو۔ مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں؟

پیدائش مرزا	الہام
(۱) میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی (کتاب البیۃ ص ۱۲۷ کا حاشیہ)	(۱) میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا (ترباق الفلک)
اس بات پر قادیانی اور لاہوری دونوں متفق ہیں۔ ۱۹۰۶ء دیکھو اخبار البدیع ۱۳ دسمبر ص ۵ کالم ۱	(نوٹ) اس الہام میں مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے علم غیب پر عادی نہ ہونے کا عقیدہ ظاہر فرمایا ہے۔
اخبار پیغام صلح ۲۱ جولائی ۱۹۲۳ء ص ۱ کالم ۱	(۲) جو ظاہر الفاظ وحی کے متعلق ہیں وہ تو چوتھراور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۹)
(۱۱) قادیانی خلیفہ اول نے اپنے رسالہ نور الدین کے صفحات ۱۶۰ و ۱۶۱ میں مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۴۰ء لکھی ہے۔	(نوٹ) اس الہام کے ہم شکر گزدار میں کمزرا صاحب کو پھنسا ہی دیا۔

وفات مرزا

مرزا صاحب کی وفات کے متعلق کسی کو کوئی شبہ ہی نہیں آپ بروز منگل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں مسجد مبارک کے قریب احمدیہ بلڈنگ میں فوت ہوئے۔ اس حساب سے مرزا صاحب کی عمر ۶۸ سال ہو گئی۔ یعنی مرزا صاحب اس الہامی عمر سے چھ

مرزا صاحب اس حدیث کو بھی اپنے حق میں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں:-

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسائی پرستی کے ستون کو توڑ دوں (اخبار البدیع ۱۹ جولائی ۱۹۰۸ء) مرزائیوں کا اپنا اخبار پیغام صلح مرزا غلام احمد انجمنی کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ اور نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے:-

(۲۸) عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے (پیغام صلح ۶ مارچ ۱۹۰۶ء) دو دیکھیں جاؤں۔ مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیں۔ قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کی عیسائی آبادی کا نقشہ یہ ہے:-

سال	عیسائیوں کی آبادی
۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۲۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۴۳۲۴۳

جب سے مرزا بیٹ نے جنم لیا ہے۔ عیسائیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کے عیسائی بیس گنا بڑھ گئے ہیں۔ اب ناظرین مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ غور سے سنکر خود فیصلہ کر لیں۔

مرزا جی فرماتے ہیں:-

"اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کروکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا۔ تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"

(بدیع ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

کوئی بھی کام مسیح تیرا پورا نہ ہوا نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا مبارک ہیں وہ لوگ جو مرزا صاحب کی ناکامی پر گواہی دیتے ہیں اور انہیں جھوٹا سمجھتے ہیں کہ عاقبت انہی کی ہے۔

برس پہلے ہی تشریف لے گئے کیونکہ آپ وقت سے پہلے تشریف لے آئے تھے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو حقیقی مسیح کے آنے کے انتظار میں ہیں۔ اور مرزا نیت سے توبہ کرتے ہیں۔ کہ عاقبت انہی کی ہے۔

مرزا بیوں سے سوالات

(۱) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”میں مدینہ میں روضہ میں دفن ہوں گا“ (ازالہ خرد صفحہ ۴۷۰) کیا ایسا ہوا؟
(۲) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”میں دجال کو مسلمان بنا کر ساتھ لیکر چھ کروں گا (ایام الصلح فارسی صفحہ ۱۳۷) کیا ایسا ہوا؟

(۳) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”میرے زمانہ میں مکہ مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو جائے گی (انجاز احمدی) کیا یہ کام ہو گیا؟

(۴) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”میرے زمانے میں

م لکھا تھا میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں (اخبار بدر جولائی ۱۹۰۹ء) کیا ایسا ہوا؟ (شائع کردہ نیگ مین محمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

دنیا کی تمام قومیں ایک مسلم قوم کی شکل بن جائیں گی (چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲) کیا ایسا ہو گیا؟

(۵) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”عبداللہ اقصم پادری ہند میں (۶ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مرجائے گا (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸) کیا ایسا ہوا؟

(۶) مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ ”محمدی بیگم سے میرا نکاح آسمان پر ہو چکا ہے دنیا میں اگر یہ بیوی میرے پاس نہ آئے تو میں جہنم (شہادۃ القرآن صفحہ ۱۸) کیا یہ منکوحہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق ان کے گھر میں آگئیں؟

(۷) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”مجھے خدا نے فرمایا ہے۔ انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵) یعنی اے مرزا صاحب تو کسی چیز کو موجود ہونے کا حکم دے گا تو فوراً ہو جائیگی۔ کیا ایسا دعویٰ کسی نبی نے کیا؟

(۸) مرزا صاحب نے لکھا تھا ”جو ظاہر الفاظ وحی کے ہیں وہ تو چوتھے اور چھٹی کے اندر اندر عمر کی تعین کرتے ہیں“ (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۹) کیا مرزا صاحب کی عمر اتنی ہوئی؟ (۹) مرزا صاحب

م لکھا تھا میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں (اخبار بدر جولائی ۱۹۰۹ء) کیا ایسا ہوا؟ (شائع کردہ نیگ مین محمدیہ ایسوسی ایشن لاہور)

خاکساریات

کیا حملہ آور کو پونینسٹ پارٹی نے بھیجا تھا

معاصر وحدت دہلی کا شذرہ

مشرقی صاحب کو اطلاع دی گئی۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہم تینوں اصحاب کو ملاقات کے واسطے وقت دیا گیا وقت مقررہ پر ہم کو اندر بلا لیا گیا۔ ملاقات کے وقت میں نے بحیثیت مند وفد مشرق مشرقی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ مہربانی فرما کر آپ واضح الفاظ میں اس قاتلانہ حملہ کی مذمت کریں۔ جو مسلمانوں کے رہبر اعظم مشرق محمد علی جناح پر کیا

مشرقیات اللہ مشرقی کی دہلی میں تشریف آوری پر میں بہار علی باسٹرفیر ذوالدین صاحب پہاڑی اور یونوی گل احمد صاحب خطیب مسجد بانسکولی مشرقی صاحب کی خدمت میں ان کی قیام گاہ پر مندرجہ ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء کو بوقت دو بجے دن مشرق جناح پر حملہ کے بارے میں ان کے خیالات معلوم کرنے کے لئے گئے۔

خاکسار کی طرف سے کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مسلمانان ہند میں ایک ہیجان عظیم پھیل گیا ہے۔ اس وقت وہاں تین خاکسار اور بھی موجود تھے جس میں سے ایک ظہور احمد سالار خاکسار تھے ہیں نے یہ بھی بتایا کہ میں آپ کی جماعت خاکسار کا معاون ہوں۔ اور مسلم لیگ کا بھی ایک خدام ہوں میں نے تحریک خاکسار کی ہمدردی میں تقریر اور تحریر سے بہت امداد کی ہے۔ اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے میں نے ہتھکڑیاں بھی پہنی ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ مسلمانان ہند کو تحریک خاکسار اور اس کے عسکری نظام سے جو بدگمانی ہو گئی ہے۔ وہ آپ کے اظہار مذمت سے دور ہو جائیگی جس پر مشرقی صاحب نے حسب ذیل جواب دیا۔

جس وقت میدان حملہ آور رفیق صابر خاکسار مسٹر جناح سے ان کی کوٹھی پر ملاقات کر لئے گیا۔ تو مسٹر جناح اور ان کے پرائیوٹ سکریٹری نے رفیق کے ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں جس سے تنگ آکر اس خاکسار مبینہ حملہ آور نے مسٹر جناح پر چاقو سے حملہ کیا۔ اس موقع پر ماسٹر فیروز الدین رکن وفد نے دخل دے کر مشرقی صاحب سے کہا کہ کیا مسٹر جناح نے اس خاکسار کو فٹ بال سمجھا تھا کیا اس کو انسان نہیں سمجھا۔ اس پر مشرقی صاحب نے فرمایا کہ کیا مسٹر جناح کے قتل کے ارادہ سے حملہ آور لاہور کی سڑک میں مرنگ سے صرف تین چار انچ ہی کا چاقو لے کر جاتا۔ اس پر ماسٹر صاحب نے جواب دیا۔ کہ مولانا منظر الدین صاحب بھی چاقو سے ہی شہید کئے گئے تھے اور یہ کسی نااہل نے دیں نے اس خاکسار مبینہ حملہ آور کی کمر سے چاقو ہی باندھ کر بھیجا تھا اب بھی اس میں کچھ کی خیال کرتے ہیں تو پھر کرسی بے دین کو ڈنٹا میٹ دے کر بیچ دیں جب گفتگو یہاں تک پہنچی۔ تو مشرقی صاحب نے فرمایا کہ مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یونیٹ پارٹی لاہور نے اس مبینہ حملہ آور کو مسٹر جناح کے قتل کے لئے روانہ کیا تھا اس لئے کہ مسٹر جناح پنجاب میں مسلم لیگ وزارت بنانا چاہتے ہیں اور یونیٹ پارٹی اپنی وزارت پانا چاہتی ہے مجھے ایک کونسل کے ممبر سے یہ بھی معلوم ہوا ہے

کہ جو بارہ کونسل کے ممبران آزادی کے خواہاں ہیں ان میں سات ممبر ایسے ہیں۔ جو مسٹر جناح قتل کرنا چاہتے ہیں اس موقع پر ماسٹر فیروز الدین نے مشرقی صاحب کو مخاطب کیا کہ ہم وفد کی صورت میں آئے ہوئے ہیں اور تمام یہ گفتگو پریس کو دیں اس پر مشرقی صاحب نے فرمایا کہ میں وفد سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا ماسٹر صاحب نے یہ کہا یہی آپ کا اخلاق اور واداری ہے یہ کہہ کر ماسٹر صاحب ممد مولوی صاحب کے باہر چلی گئے مشرقی صاحب نے ماسٹر صاحب سے جاتے ہوئے یہ کہا کہ یہ تمام گفتگو پریس کو نہ دیں میں نے اس پر جواب دیا۔ کہ میں پریس کو ضرور دو انگاب مشرقی صاحب نے ہاتھ جوڑا کہ خدا کا واسطہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کریں غرض ماسٹر صاحب اور مولوی گل احمد صاحب باہر چلے گئے میں نے مشرقی صاحب سے اتفاقاً کہا کہ آپ نے میرے ہمراہیوں کی دل شکنی کی ہے اس سے مجھے از حد صدمہ ہوا ہے جس پر مشرقی صاحب نے ان دونوں اصحاب کو واپس بلایا اور مشرقی صاحب نے مزید مطالبہ کیا کہ مہربانی فرما کر آپ یہ تمام گفتگو پریس کو ہرگز نہ دیں مشرقی صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ اختلافات تو مسلمانوں میں ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں آج کوئی نئی بات نہیں ہے آپ ہمارے بہت ہمدرد ہیں اور ہمارے ساتھ ہمدردی برتتے ہیں اس موقع پر گل محمد صاحب نے فرمایا کہ آپ نے اسلام میں یہ ایک نیا فتنہ پیدا کیا ہے یہیں گفتگو فتنہ کر کے ہم وہاں سے رخصت ہوئے واپسی پر مشرقی صاحب مکر فرمایا کہ یہ تمام گفتگو پریس کو ہرگز نہ دیں۔

دانا خدام سیٹھ احمد مبین باقی تحریک ایشیہ مسجد فیوضی دہلی،

سیٹھ صاحب قبلہ نے جو علامہ مشرقی کی گفتگو شریں لاسٹ ہیں حرفت بحرت بالکل اصلی ہے۔

ماسٹر فیروز الدین بہاؤ گنج دہلی۔ گل محمد غنی عنہ ہمدان الشرقي

صاحب کا جو تازہ بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے اس بیان کی روشنی میں پڑھ کر صحیح فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ مشرقی صاحب کے بیان کی حقیقت کیا ہے مشرقی صاحب کے بیان پر تبصرہ

صحافتات ہے۔ دندہ دہلی سے ای مشرقی کا بیان اپنے حقیقی رنگ میں عیاں ہو جاتا ہے۔ (رحمت)

خاکساروں کا پروگرام

(روزنامہ انقلاب کے مدیر افکار کے قلم سے)

مضبوط بہادر اور طاقتور بنایا جائے۔

اس مکتوب میں "کھشتری ویرنا" پریم "نفاکام بھاؤ" "ست دھرم" وغیرہ جیسے ہندی الفاظ نہایت پریم سے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور مسلمان ہوتے ہوئے سری کرشن کو بھگوان (یعنی خدا) لکھا گیا ہے۔ نوڈ بائند من ڈلک۔ آخر میں آپ نے پھر ہماٹے کرشن کی شان میں یہ لکھا ہے۔ کہ

"باب المسادات کو آپ جیسے بیدار مغز ہمدرد

قوم اور سچے پرستاران وطن کی ضرورت ہے"

ہم اپنے ان معاصرین سے جو خاکساروں کے حامی ہیں۔ صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر انہیں منقولہ بالا خیالات سے اختلاف ہے تو اس کو ظاہر کریں۔ ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ وہ بھی ہماٹے کرشن کی سرگرمیوں کو اتحاد پرورانہ۔ وطن پرستانہ اور ایماندارانہ سمجھتے ہیں۔ خاکسار تحریک کو غیر فرقہ دار تحریک جانتے ہوئے اس کی حمایت کرتے ہیں۔ سری کرشن کو "بھگوان" مانتے ہیں۔ اور ہندوؤں کو مضبوط۔ بہادر اور طاقتور بنانا ان کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ (انقلاب لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء)

مضمون نگاروں کو اطلاع

بعض مضمون نگار حضرات مضامین اور مراسلات پینل کے ساتھ لکھ کر بھیجتے ہیں جو بڑے نہیں جاتے ایسے مضامین و مراسلات کو شائع کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ تمام مضامین روشنائی کے ساتھ خوشخط لکھ کر بھیجئے۔

(مدیر)

مسلمان تو خاکساروں سے اسی دن مایوس ہو گئے تھے جب علامہ مشرقی نے شاہی مسجد لاہور میں آدم کے جھنڈے تلے ہندوؤں کو یہ بتایا تھا۔ کہ خاکسار تحریک ہندوؤں کو مسلمانوں کی مشترکہ تحریک ہے۔

ایک صاحب ہیں "نور محمد کربلائی سالار ناظم ہندو تحریک اجانب" آپ نے حال ہی میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے غیر خواہ ہماٹے کرشن کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا ہے۔ جو ۱۴ اکتوبر کے پرنٹاپ میں شائع ہوا ہے۔

اس عریضے کے اوپر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بجائے "آدم لکھا ہے۔ اور آپ ہماٹے جی سے فرماتے ہیں:-

خاکسار تحریک کے پروگرام ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے میں آپ جس فرض شناسی اور ایمان داری کے ساتھ خدمت وطن کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اس کی جزا الیشور کے پاس ہے۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:-

خاکسار تحریک بالکل غیر فرقہ دارانہ تحریک ہے جس کی بنیاد مذہب اور خدمت خلق پر ہے۔

آپ غالباً یہ جاننا چاہیں گے کہ اس وقت خاکساروں کے نزدیک "سب سے اہم خدمت کیا ہے؟ سن لیجئے:-

باب المسادات کے پیش نظر اس وقت سب سے اہم خدمت یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہندو قوم کو عملی طور پر بھگوان سری کرشن جی ہمارا ج کے اس پیغام پر جو انہوں نے بھگوت گیتا میں دیا ہے مضبوطی سے کھڑا کر کے کھشتری ویرنا کے ذریعے اس کو اس قدر مضبوط۔ بہادر اور طاقتور بنا دیا جائے۔ کہ وہ بلا خوف اور بلا ہمارے اپنے مساویانہ حقوق حاصل کر سکے۔

سن لیا آپ نے؟ یہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری کام ہے جو اس وقت خاکساروں کے پیش نظر ہے۔ کہ ہندوؤں کو

رد چکر الویت

مسئلہ قربانی پر امت مسلمہ کا حملہ اور اس کی فطرت

(بلسلہ اشاعت ماہ جولائی ۱۹۴۳ء)

(از جناب مولانا محمد عالم صاحب القیامت ص)

دلائل اثبات قربانی

پہلی دلیل (مسلم) سورہ کوثر میں نبی علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ تم کو ہم نے کوثر دیا ہے اس لئے رہنا اہل بیت کے لئے صلوة و خمر عمل میں لاؤ اس میں نماز اور ذبح شتر کا حکم ہے جس کی تعمیل ایام عید البقر میں روز النحر کو کی جاتی ہے۔

(امت مسلمہ) ایہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی جبکہ نماز عید اور قربانی کا حکم نہ تھا۔ سید بقری میں حج فرض ہوا نبی علیہ السلام نے جناب صدیق اکبر کو قربانی کے سوا ونٹ دے کر روانہ کیا تھا اور سید بقری میں آپ خود تشریف لے گئے اور مکہ میں جا کر قربانی کی۔ اس سورہ میں جو حکم ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ اسے نبی تم کو ہم نے کثرت دی ہے اور تیرے بدخواہ کو مقطوع النسل کر دیا ہے اس لئے اس کے شکریہ میں شکرانہ کے نفل پڑھو اور اونٹ ذبح کر کے رافعا میں غریبوں کو کھلاؤ (ای انحر لربک کما اقصیٰ لربک اذ حوت العطف یکرر مال للعطوف علیہ) اس مفہوم کے مطابق نہ عید الاضحیٰ کا ذکر ہے نہ قربانی کا بلکہ اس حکم کا تعلق خاص طور پر نبی علیہ السلام کی ذات مبارکہ سے ہے کیونکہ آپ کو ہی کوثر عطا ہوا اور آپ ہی کا بدخواہ مقطوع النسل ہوا جس کے شکریہ میں صلوة و خمر کی تعمیل ہوئی۔ غیر کو جب کوثر نہیں دیا گیا اور نہ ہی اسے بدخواہ کی قطع النسل کی خبر دی گئی ہے اس لئے اسے نہ صلوة کا حکم ہے نہ خمر کا۔ تو اس مخصوص حکم سے عام قربانی کا حکم سمجھنا بالکل غلط ہوا اس کے علاوہ خود ذبح شتر کا نام ہے یہ بقری یا گائے کے ذبح کو خمر نہیں کہتے حالانکہ قربانی میں یہ سب

جانور شامل ہیں تو پھر ان کے ذبح کا حکم کیسے ہوا؟ اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ مروجہ قربانی کے اثبات میں اس سورہ کو پیش کرنا سراسر غلط ہوگا۔

مسلم امت مسلمہ کے نزدیک اگر عام قربانی کا ثبوت سورہ کوثر میں نہیں ملتا تو کم از کم اس عام رسم کا ثبوت ضرور ملتا ہے جو حصول نعمت کے وقت بیاہ ولادت فرزند یا بیٹے کے امتحان میں کامیاب ہونے پر یا اس طرح کی ہزاروں تقویوں پر منائی جاتی ہے۔ اس ہم غنیمت است کہ مسلمان کی تکفیر سے کچھ تو رہائی ملی۔ قربانی کے لئے ہمارے پاس اور ثبوت بہت ہیں۔ تاہم ہمیں یہ سوچنا ہے کہ جو احکام نبی علیہ السلام پر کسی موقع پر نازل ہوئے ہیں کیا ان پر امت کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ اس حکم پر عمل پیرا ہو؟ اس کا جواب واقعات دے رہے ہیں کہ امت بھی ان پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمہ کی اس موٹنگانی کا اعتبار کیا جائے تو تمام قرآن اس وقت بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے تمام احکام کا تعلق خود نبی علیہ السلام سے تھا یا عہد رسالت کے لوگوں سے وہ احکام والبتہ تھے۔ مادشا کا دیاں کوئی مذکور ہی نہ تھا اور نہ ہے تو پھر کاہنے کو قرآن ہر جگہ پیش کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اسی سورہ کوثر کے بعد سورہ نصر میں حکم ہے کہ اے نبی علیہ السلام جب آپ کو فتح و نصرت آپہنچے اور لوگ دین الہی میں جوق در جوق داخل ہوں تو اسے مستغفار کہو۔ اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرو یہاں استغفار و تسبیح کو حصول نصرت و فتح سے

و اطعام ادائے شکر کے لئے تھے۔ قربانی میں ہم اگر یہ دونوں امر ملحوظ رکھیں تو از روئے قرآن نہ اہلاک نسل ہوگا نہ فساد اور نہ اس میں اسراف کو دخل ہوگا اور نہ کہا جائیگا کہ یہ فعل غیر معقول ہے اور لغو ہے یا مصلابہ شرعیہ سے خالی ہے۔ اسلئے مسئلہ کا فرض ہے کہ قربانی کو یہ رسم کہنا چھوڑ دے۔

امت مسلمہ | سورہ کوثر میں غر کا معنی ذبح الابل کیا جاتا ہے مگر یہاں یہ بھی ہے کہ قال ابن عباسؓ استقبل غرک الی القبلة قال علیؓ ارفع یدیک عند الترویجۃ والربکوع والسجود قال العطاء اجلس بین السجدتین بحیث یوری غرک قال الضحاک ارفع یدیک فی الدعاء الی غرک قال ابن الاعرابی قدم یحذو المحدث قال الحنفیۃ بوجوب القربان علی الامۃ ولیس كذلك لقولہ علیہ السلام ثلث کتبت علی الضعی والافعی والوتر (تفسیر الکونین للرازی)

مسلم | امام رازی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ حنفیہ کا استدلال بوجوب القرآن صحیح نہیں کیونکہ انھوں نے اپنے اندر کئی مفہوم رکھتا ہے صرف قربانی سے مختص نہیں۔ مگر حنفیہ کے نزدیک قربانی کا معنی بہت رائج ہے کیونکہ تمام دوسرے مفہوم اپنے اصلی موضوعات سے دور جا پڑے ہیں اور ذبح کا معنی اصل موضوعات سے قریب تر ہے۔ یوم النحر کا لفظ بھی ذبح ہی کا مفہوم پیش کرتا ہے۔ جو حدیث رفع وجوب کے لئے پیش کی گئی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ قربانی امت پر فرض نہیں ابراہیمی ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں مذکور ہے۔ بہر حال اس بحث و تمحیص سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ قربانی اہلاک نسل۔ فساد۔ اسراف اور لغو رسم ہے بحث صرف سنت و واجب میں ہے۔ شافعیہ کے نزدیک واجب اور فرض مترادف ہیں۔ حنفیہ واجب کو فرض سے کم سمجھتے ہیں یہ بحث مسلمانوں میں مذہبی دائرہ کے اندر ہے۔ مسئلہ مسلسل خود ہی غر کے مختلف مفہوم پیش کر دیتے ہیں۔

وابستہ کر دیا گیا ہے اور اس حکم کا روئے سخن خاص طور پر نبی علیہ السلام کی طرف ہے۔ تو کیا ہمیں اجازت نہیں کہ ہم بھی کسی وقت استغفار اور تسبیح میں مصروف ہوں یا کیا خود نبی علیہ السلام بھی مجاز نہ تھے کہ حصول فتح و نصرت کے علاوہ دوسرے موقع پر استغفار اور تسبیح میں مصروف ہوں؟ ایک اور اسلام سے روکش کہہ سکتا ہے کہ قرآن میں اگرچہ کہیں تسبیح و استغفار کا حکم عام ہے مگر اس سورہ نے اس کی صحیح تصویر پیش کر دی ہے کہ یہ حکم بھی نحو و صلوة کی طرح مختص یا لنبیؐ تھا کیونکہ نصرت الہی اور داخلہ اسلام کا کسی اور کو حاصل نہیں ہوئے اس لئے دوسرا شخص سپر علی پیرائیں ہو سکتا۔ اور سنئے مکہ میں کئی ایک آیات نازل ہوئیں مگر ان کا مصداق مدینہ میں ظاہر ہوا۔ مثلاً سورہ قمر میں نازل ہوا کہ سیہزم الجحیم دیولون الدبو لوگ ابھی شکست کھا کر پسپا ہو جائیں گے مکہ میں اس کا ظہور ساہا سال تک نہ ہوا۔ بدر کی لڑائی ہوئی تو اس آیت نے اپنا ثبوت پیش کر دیا۔ سورہ کوثر میں بھی یہ گنجائش ہے کہ غماز عید اور ذبح قربانی کا ذکر تھا جس کا اجرا بعد میں سلسلہ سحری کو ہوا۔ اس کے علاوہ مسئلہ خود مانتی ہے کہ قربانی قدیم سے چلی آئی ہے تو پھر یوں کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے کہ حج کی فرضیت سلسلہ سحری کو ہوئی جس میں قربانی کا ذکر ہے باقی رہا یہ کہ سحر صرف ذبح شر سے مخصوص ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک لذت میں یہی معنی ملا ہے مگر عرف شرعی میں اسے ذبح حیوان کے معنی میں لیا گیا ہے۔ ہزاروں لفظ ایسے ہیں کہ اپنے موضوعات پر بند نہیں رہے ان میں کہیں تعیم آگئی اور کہیں تخصیص پیدا ہو گئی لطفہ اور دابہ دو لفظ ہیں جو تعیم و تخصیص کی صحیح مثال ہیں چنانچہ انسان کو دابہ نہیں کہتے اور مشروب لطفہ نہیں یہ مقام مسرت ہے کہ مسئلہ مانتی ہے کہ عمل نبوی اس تقریب پر ذبح شتر اور اطعام مساکین بنی تھا اور یہ ذبح لہ غر اگر صرف فعل نبوی ہے تو صلوة بھی صرف نبوی ہوگا۔

تمام مذاہب سے کنارہ کش ہو کر اسے کیوں پیش کرتی ہے؟ کیا اسلئے کہ ڈوبتے کو تنگہ کا سہارا یا کوئی اور بات ہے۔ اگرچہ ذبح قربانی کی تفصیلات کو یہاں اڑا دیا گیا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ تفصیلات نہ رہنے سے ذبح کا معنی غلط نہیں ہو سکتا جو مسئلہ پیش کرنا چاہتی ہے۔ علاوہ بریں امت مسلمہ یہ پیش نہیں کر سکتی کہ جن بزرگوں نے خمر کا معنی یہاں ذبح کے بغیر لیا ہے وہ قربانی نہیں کرتے تھے یا اسے غیر معقول لغو اور اہلک النسل یا فساد فی الارض سمجھتے تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمان سلف و خلف قربانی کو رمنائے الہی کے حصول کا ذریعہ جلتے آئے ہیں اور اس پر ہمیشہ کار بند چلے آئے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے کار بند رہیں گے۔ ہمت علیہ ہزار مکر کرے لوگ اس کی دام تزییر میں نہیں پھیں گے بجز تھلے۔

دوسری دلیل قرآن مجید میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں نے قربانی دی ایک کی منظور ہوئی دوسرے کی نا منظور۔ یہ آیت ثبوت اس امر کا ہے کہ قربانی خدا پرستوں کی عبادت تھی جو خدا کی درگاہ میں منظور ہوتی تھی۔ منظوری کا نشان یہ تھا کہ اس کے گوشت پر کبھی مگر اسے راکھ کر دیتی تھی قربانی کو جلالنا قبولیت کا نشان نہیں ہو سکتا۔ مغربی مورخین نے یہ روایت معتبر نہ سمجھ کر قربانی کا وہ تاریک پہلو دکھانا ہے جو بت پرستوں میں مروج تھا۔ اس مسئلہ نے بھی اسے ہی پیش کیا ہے قرآنی واقعہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس پر بھی دعویٰ کرتی ہے کہ قرآن ہی معتبر ہے مگر یہاں اسے کیوں چھوڑ دیا؟

بہر حال اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ قربانی اہل حق کا دستور العمل قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے کوئی لغو فعل نہیں **مسئلہ** رازی اس آیت کے تحت میں لکھتا ہے کہ یہ دونوں بیٹے آدم کے صلبی نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل کے دو شخص تھے جن کو محاذ آبن آدم کہا گیا۔ اور قصہ بھی مبہم ہے یہ بیان نہیں ہو کہ انہوں نے یہ قربانی کیوں کی؟ شاید اس

ملاد کوئی نیکی کا کام ہوگا جس کو قربان کہہ دیا ہے۔ **مسئلہ** ہمیں اس سے فرض نہیں کہ وہ دونوں صلبی بیٹے تھے یا بنی اسرائیل کے دو آدمی تھے۔ اور ہمیں اس سے بھی کوئی مطلب نہیں کہ انہوں نے یہ قربانی کیوں دی۔ ہمارے پیش نظر صرف یہ نکتہ ہے کہ قرآن نے اظہار صداقت کے موقع پر اس واقعہ کو پیش کیا ہے جو کہ میں نہ تھا اور مسئلہ کی طرح اسے فعل لغو۔ امرات یا اہلک النسل قرار نہیں دیا۔ اس لئے مسئلہ کا یہ دعویٰ غلط ہو گیا کہ اگر قربانی ہے تو کہہ کے سوا دوسری جگہ یہ قربانی کا کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ اگر ایچ پیج لگا کر اس کو بھی کہہ سے مخصوص کرے گی تو قرآن پر حاشیہ آرائی کی مجرم ہوگی یا اسے ماننا پڑے گا کہ قرآن ہر آیت کی رو سے مفصل نہیں۔

تیسری دلیل سورہ حج میں ہے کہ نکل جعلنا منکما سمیعاً خود ہر قوم گذشتہ کے لئے قربان گاہ مقرر تاتھا اس آیت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اہل حق خدائے قدوس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے قربانی کرتے آئے ہیں اور خدائے اسے ہنظر تحسین دیکھا ہے اور تکیہ کی طور پر اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ کسی انسان یا شیطان کی طرف منسوب کر کے ہنظر تحقیر نہیں دیکھا جس طرح کہ آج مسلمہ دیکھ رہی ہے یا اس کے محقق یا مغربی مورخ دیکھ رہے ہیں۔ انصاف ان کے ہاتھ میں ہوتا تو ضرور اہل حق کی قربان گاہوں کا بھی ذکر ضرور کرتے مگر اہل مغرب کا سطح نظریہ ہے کہ دنیا کو اپنی خاص طرز تحریر سے اسلام سے روکش کرنا چاہئے۔ اپنے اس ارادہ میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اور سوسائٹی کے دلدادہ کو قرآن کو بظاہر ملتے ہیں مگر ان کی عادت یہ ہے کہ واقعات کا ثبوت جو بھی قرآن میں ملتا ہے یورپ کی خوشامد میں منور اسے سچ و تاب کھاکر ٹال دیتے ہیں۔

(باقی اٹھ)

